جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

الحمد لله والمنة کہ این رسالہ شریفہ مسمی بہ

رسالہ حقیقت مذہب شیعہ امامیہ

مولوی عبد القوی ... مشتمل سوال و جواب بابت قرآن مجید ...

بتاریخ ۱۳ ماہ رجب ۱۳۱۱ھ بمقام لکھنو محلہ فراشخانہ وزیر گنج

در مطبع اثنا عشری باہتمام سید احمد علی طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلحمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ محمدٍ وآلہِ الطّیّبینَ الطّاہِرِین ++ اَمّا بعد
عرض کرتا ہی اضعف الناس عباس ہیچ خدمت سراپا افادت جناب مستطاب معلی
القاب زہد و ورع انتساب جناب مولوی عبد القوی ہدیٰ الی الصراط السوی کی کہ
یہ چند کلمہ مختصر ہین کبریت احمر سے بہتر اور محض رضاجوئی آلہی اور خالصۃً ازروی خیرخواہی کے
گذارش کی جاتی ہی اسواسطے کہ حق اُس جناب کا مجھپر بہت عظیم ہی اور محبت اور شفقت
اُس جناب کی میرے اوپر قدیم سے ہی نچاہا مین نے کہ ایسے ایک امر سے جو باعث خوبی اور
بہبودیکا ہو پہلو تہی کرون اور حرف حق کو اپنے محسن سے چھپاؤن اور اسلیے کہ غرض اس
مطلب مین سوا خوشنودی جناب رَبّ باری کے اور کچھ غرض یا سبب درمیان مین
نہین ہی البتہ اسکو ساتھ گوش دل کے اور سمع قبول کے سننا چاہیے اور حرف حرف کو
لوح سینہ پر لکھیے اور کیونکر عاقل قبول نکرے ایک امر کو جو اُس مین سراسر خیر اور صلاح
اُسکی ہو اور ناصح اُسکے عوض مین کچھ اجرت نچاہے بلکہ ممنون ہووے — اِتَّبِعُوا مَن

لا یسئلکم اجراً وہم مہتدون ۔ ترجمہ پیروی کرو اسکی جو نہین مانگتا تم سے اجرت یعنی مزدوری اور وے ہدایت پائے گئے ہین انتہی توضیح اس مقال کی یعنی بیان کرنا اس کلام کا یہ ہی کہ دین جد و آبائی اور تقلید کبرائی کو اختیار کرنا بے تحقیق حال کے مذموم اور بدہی اور قرآن مجید مین کئے جا پر اسکی مذمت اور رد ہوئی ہی قولہ تعالے ۔ انا وجدنا آبائنا علی امتہ وانا علی اثارہم مہتدون ۔ ترجمہ یعنے کفار کہتے تھے بدرستیکہ پایا ہمنے اپنے آباؤن کو اوپر ایک امت کے اور تحقیق ہم اوپر اثار انکے کے ہدایت پائے گئے ہین انتہی اور یہ کلام زبان کفار سے نقل کیا گیا ہی اس راہ سے مین بھی شروع تحصیل علم مین تنقیح اور تحقیق مذہب کی کرتا تھا اور شب و روز کتابہائے سنت وجماعت کی سیر کرتا تھا یعنی دیکھتا تھا اور کتب معتبرہ انکے کو مثل صحیح بخاری وسنن ابی داؤد ومشکوۃ شریف وصواعق محرقہ کو ساتھ غور وتامل کے دیکھا ہین سنئے اور اسلئے کہ ساتھ دولت اور محنت جناب سے قوۃ مطالعہ کی حاصل ہوئی اور مطلب کو بخوبی سمجھتا ہون پس قسم ہی خدائے عظیم کی کہ حقیقت اور اہلبیت اور سچائی مذہب اہل تشیع کی ان کتابون سے مجھپر واضح اور لائح اور ظاہر ہوئے اور جناب جانتے ہو کہ میری عادت جھوٹ بولنے کی نہین ہی اور کوچہ مکر و فریب سے واقف نہین ہون ۔ اشہد باللہ وکفی باللہ شہیداً کہ دوستی اہلبیت علیہم السلام کی باعث رضائے خدائی اور موجب دخول بہشت جاودانی ہی نہ دوستی خلیفہ اول وثانی حق تعالی قرآن شریف مین فرماتا ہی ۔ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربے ترجمہ ۔ بول اے محمد نہین مانگتا ہون مین تمسے اوپر اس پیغمبری کے اجر اور مزد مگر محبت اور دوستی اپنے قربے کی اور ایسا نہین فرمایا کہ الا مودت ابی بکر وعمر اور کتابون سے اہل سنت جماعت کی ثابت ہوتا ہی کہ ۔ علی منی وانا منہ وہو ولی کل مومن بعدی ۔ یہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی شان مین وارد ہی نہ خلفائے دیگر کی شان مین چنانچہ ابن حجر جو علمائے اہلسنت سے ہی صواعق محرقہ مین بیان کیا ہی اور بھی معتبر کتابون مین منقول ہی کہ جناب

رسالتمآبؐ مقام غدیر خم میں اُترے اور منبر اونٹوں کے پالان کا بنایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام منبر پر تشریف لیگئے اور جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھایا اور فرمایا مَن کُنتُ مَولاہُ فَعَلِیٌّ مَولاہُ - بعد اسکے عمر بن خطاب صاحب نے خطاب کیا حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کیطرف اور کہا ہَنِیئاً لَکَ اَصبَحتَ مَولایَ وَمَولا کُلِّ مُومِنٍ وَمُومِنَۃٍ - یعنی گوارا ہو اور مبارک ہو واسطے تیرے یہ مرتبہ صبح کی تو نے اُس حالت میں کہ آقا اور صاحب اختیار ہوا میرا اور تمام مومن مردونکا اور تمام مومن عورتونکا پس آیا مناسب ہی کہ خلیفہ ثانی کو علی عمرانی سے افضل جانتے باوجود اسکے کہ وہ خود اُس جنابؑ کو آقا اور مولا اپنا کہے اور صواعق محرقہ میں خلیفہ ثانی سے منقول ہی جو کہتے تھے - اَللّٰھُمَّ لَا تُبْقِنِیْ لِمُعضِلَۃٍ لَیْسَ فِیْھَا اَبُو الْحَسَن - یعنی بارخدایا باقی مت رکھ مجھے واسطے مسئلہ دقیق اور امر مشکل کے کہ نہو بیچ اُسکے ابو الحسن یعنی جناب حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور اکثر کتابوں میں بلکہ یہانتلک کہ نحو میر میں بھی موجود ہی لَولَا عَلِیٌّ لَھَلَکَ عُمَرُ - یعنی اگر نہوتے علیؑ تو ہلاک ہوتا عمر اس بات سے صاف ظاہر اور پیدا ہی کہ وجود مبارک حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا باعث نجات عمر کے تھا ہلاک ہونے سے یعنی عمر کی نجات اور سلامتی حضرت علیؑ کے سبب سے تھی کہ اگر علیؑ نہوتے تو عمر البتہ ہلاک ہوتا اور یہ بدیہی ہی کہ ہرگاہ زید باعث نجات عمرو کا ہو البتہ اُس سے بہتر ہوگا زید اور کشاف وغیرہ میں منقول ہی کہ عمر صاحب نے کہا اور کہتا تھا کہ - کُلُّ النَّاسِ اَفقَہُ مِنّی حَتَّی العَجَائِزُ - یعنی تمام لوگ فقہ میں مجھسے زیادہ اور بیشتر ہیں یہانتلک کہ بڈھی عورتیں مجھسے بہتر ہیں پس جائے انصاف ہی کہ ایسا شخص جو اپنی زبان سے اقرار اسطرح کا کرے وہ کیونکر اور پر عالم سر لَو کُشِفَ الغِطَاءُ مَا ازدَدتُ یَقِیناً - اور رموز حدیث - اَنَا مَدِینَۃُ العِلمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا - کی پیش دستی کر سکے اور افضل ہووے کب روا ہی بلکہ سراسر خطا ہی - ترجمہ لَو کُشِفَ کا - یعنی اگر اُٹھایا جاوے پردہ یا اُٹھ جاوے حجاب تو ہرگز زیادہ نہیں ہونیکا میرا یقین مراد یہ ہی کہ اگر مجھمیں اور خدا میں کسیطرح کا پردہ اور حجاب نرہے تو بھی میرا یقین اس سے زیادہ نہیں ہونیکا اور یہ نہایت معرفت ہی حدیث دوسری میں ہونا

شہر علم کا اور علی اُس شہر کا دروازہ ہین۔انتہی گمان نہین کرتا ہون مین کہ اگر کوئی طالب علم
مولوی ظہور اللہ کی جگہ پر بیٹھے اور اپنے تئین بہتر اُس سے جانے مولوی صاحب کو ناگوار نہو وے
خطبہ شقشقیہ کہ بلا شک و مریہ فرمایا ہوا جناب امیر المومنین علیہ السلام والتحیۃ کا ہی اُسکو ملاحظہ
کرو میرے پاس موجود ہی حضرت ابتدا مین اُسکے فرماتے ہین کہ آگاہ ہو قسم ہی خدا کی کہ ابو بکر نے
خلافت کو ساتھ تکلف اور تصنع کے لی اور تحقیق کہ وہ جانتا تھا کہ مین قطب دایرہ آسیائی
خلافت کا ہون سیلاب علم اور کمال میرے وجود سے ریزان ہی اور طائر وہم اور خیال کا
کنگرہ مراتب میرے پر نہین پہنچتا ہی حضرت امیر المومنین فرماتے ہین۔ فَطَفِقْتُ اَرْتَاۓ بَیْنَ اَنْ
اَصُوْلَ بِیَدٍ جَذَّاءَ اَوْ اَصْبِرَ عَلٰی طَخْیَۃٍ عَمْیَاءَ۔ حاصل معنی یہ کہ جب ابی بکر مسند خلافت پر بیٹھے مین نے
اپنے نزدیک فکر کی کہ آیا ساتھ اُسکے جہاد کرون باوجود بیدست و پائی کے یا یہ کہ اوپر مصیبت تیرہ
و تاریکی اور بیچ اس حالت محنت اور بلا کے صبر کرون آخر صبر کو اختیار کیا مین نے۔ فَصَبَرْتُ
وَ فِی الْعَیْنِ قَذًی وَّ فِی الْحَلْقِ شَجًی۔ یعنی پس صبر کیا مین نے بیچ اس حالت کے کہ چشم غبار آلود اور
دل بھرا ہوا غصہ سے تھا۔ اَرٰی تُرَاثِیْ نَہْبًا۔ یعنے دیکھتا تھا مین کہ میراث میری لوٹتے تھے اور
تمام خطبہ شقشقیہ مین مذمت خلفائے ثلثہ موجود ہی جو چاہتا ہو وہ دیکھ لے اور فضلائے
اہلسنت مثل ابن اثیر اور ابن خشاب اور ابن ابی الحدید اور مجد الدین فیروز آبادی صاحب
قاموس یہ سب اقرار کرتے ہین ساتھ اسکے کہ یہ خطبہ بلا شک او رشبہ فرمایا ہوا جناب علی ابن
ابیطالب علیہ السلام کا ہی۔ مع اَنَّ فِیْہَا مِنَ الْفَصَاحَۃِ مَا ہُوَ مُخْبِرٌ صَادِقٌ بِاَنَّ صَاحِبَہَا ہُوَ الْقُرْاٰنُ
النَّاطِقُ۔ پس جو شخص کہ دوستی علیؑ کی رکھتا ہو اُسکو چاہیے اور سزاوار ہی کہ ساتھ خلفائے
ثلاثہ کے میل اور رغبت اور دوستی نکرے اور افعال اور اطوار انکے سے بیزار رہے صحیح بخاری
مین جو بعد کتاب حضرت باری سے کوئی کتاب اور کسو صحیفے کو صحیح تر اُس سے نہین جانتے ہین
منقول ہی کہ جب پیغمبر خدا پنجشنبہ کے روز مرض موت مین ساتھ درد شدید کے مبتلا ہوے
تب کاغذ اور دوات طلب فرمایا اور ارشاد کیا کہ ایک وصیت واسطے تمھارے لکھتا ہون

یہ خطبہ چھاپہ
مطبع ...
موجود
تمیمت ...

کہ اگر اُس پر عمل کروگے تو ہرگز گمراہ نہوگے عمر نے کہا کہ یہ مرد ہذیان کہتا ہے درد نے اُس پر
شدت کی ہے پس قلم اور دوات لانے سے منع کیا بعضے اصحابون نے پیروی عمر کی کی
اور بعضے اصحاب برخلاف اُسکے گفتگو کرنے لگے شور اور غلغلہ اُٹھا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
آزردہ ہوئے اور فرمایا کہ اُٹھ جاؤ میرے پاس سے۔ لَا یَنْبَغِیْ عِنْدِیَ التَّنَازُعُ ۔ پس
ابن عباس جو راوی اس حدیث کا ہے روز پنجشنبہ کو یاد کرکے روتا تھا پس ایسے ناشایستہ
اطوار کو ملاحظہ کرو کہ ایسا پیغمبر جو محبوب خدا ورمورد ۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ
یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ کا ہو ناخوش کرنا اور آزردہ کرنا اُسکا کیا ثمرہ اور پہل دیگا اور حدیث قرطاس سے
ظاہر ہے حضرت عمر نے کسقدر آنحضرت کو آزردہ کیا اور ستایا تھا کہ باوجود خلق عظیم حوصلہ آنحضرت کا
تنگ ہو گیا تھا جو فرمایا۔ قُوْمُوْا عَنِّیْ ۔ یعنے اُٹھو میرے پاس سے آیا شور اور فریاد حضور پیغمبر
مین باعث نارضامندی خدا کے نہوگا باوجودیکہ حق تعالے نے فرمایا ہے۔ لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ
فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ ۔ یعنے بلند مت کرو اپنی آوازدن کو اوپر آواز پیغمبر کے انتہی اور دشمنی عمر صاحب
ساتھ اہلبیت رسالت کے حد تواتر سے گذر گئی ہے اور حقیر ان باتون کو بپاس ادب اُس
مخدوم کے زبان پر نہین لاتا و لیکن اسوقت دیکھتا ہون کہ آپ بیمار ہین اور سفر ناگزیر
مرگ در پیش ہے بیت ترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی * کاین رہ کہ تو میروی بترکستان است
یعنے ڈرتا ہون مین کہ نہ پہونچے تو کعبے کو ای عرب جو یہ رستہ کہ تو جاتا ہے ترکستان کا ہے۔ انتہی
ظاہر کرنا اس مطلب کا اسوقت مین عین ادب جانا مین نے بیت اگر بینم کہ نابینا و چاہ است
وگر خاموش بنشینم گناہ است ۔ یعنے اگر دیکھون مین کہ اندھا اور کنوا ہے پھر اگر چپ بیٹھون تو گناہ ہے
پہلے اس سے جو آپ نے حالت بیماری مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو خواب مین دیکھا تھا
جو آنحضرت نے فرمایا تھا کہ ہم تجھسے راضی ہین اسواسطے کہ تو نے خدمت ہماری اولاد کی کی ہے
اب آپ اسکو تصور کرین کہ ہم اولاد رسول خدا کی کئے واسطون سے ہین ہرگاہ ہماری خدمت
کرنا باعث رضامندی پیغمبر خدا کی ہو حضرت فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کہ بیٹی پیغمبر خدا کی اور

پارہ جگر اُس جناب کی تھین آیا اذیت دینا آنکو کسقدر خلاف مرضی پیغمبر ہوگا اور جسنے کہ
باغ فدک کو اُس معصومہ سے زبردستی چھین لیا اور اُسکے دعوے کو نہ سنا اور کہا کہ پیغمبر کو میراث
نہیں ہوتی اور اوپر آیہ کریمہ۔ وَوَرِثَ سُلَیْمَانُ دَاوُدَ کے نظر نہ کی اور اُس جناب کو ایسا بیزار کیا
کہ جبتک جیتی رہیں ساتھ اسکے بات نہ کی حال ایسے شخص کا خدا اور رسول خدا کے سامنے کیا ہوگا
مین جو نسبت دور کی اور قرابت بعید کے ساتھ حضرت رسولؐ کے رکھتا ہون تم ساتھ میرے
اتنی الفت و محبت کرتے ہو گمان نہیں کرتا ہون کہ اگر مین تمسے کوئی چیز مانگون اور تم مضایقہ کرو
خلاصہ قبول کرتا ہون مین کہ باغ فدک حق حضرت فاطمہؑ کا تھا اور حضرت فاطمہؑ نے معاذ اللہ جہالت
یا نادانی یا طمع کی راہ سے اُسکو درخواست کیا اور مانگا تھا آخر دنیا مین مروت بھی ایک چیز ہی حضرت
ابا بکر کو چاہیے تھا کہ فدک کو احسان کی راہ سے بخشدینا تھا اور اُس جناب کو پیغمبر کی لڑکی
جانکر یا فقیر اور مضطر سمجھکر فدک کو اُسے دینا تھا یہ کسقدر لامت و بخل اور دنائت اور
خساست تھی کہ خود مسند پیغمبر پر بیٹھے اور حضرت فاطمہؑ کے گھر مین کہ حضرت رسول کا گھر تھا فاقہ
کشی ہو اور فدک کو اُس معصومہ سے مضایقہ کرے پھر سنّی جو دوستدار ابو بکر کے ہین
کہتے ہین کہ ہم شیعہ ہین ابو بکر کے یعنے دوست ہین ابو بکر کے ہرگز ہرگز جو کوئی کہ دوست
خدا کا ہی اُسکو صنم سے یعنے بت سے کیا کام ہی اور دوست پیغمبر کو ساتھ مسیلمہ کذاب کے
کیا علاقہ اور دوست علیؑ کو ساتھ ابو بکر اور عمر اور عثمان کے کیا محبت اور محب حسینؑ کو کیا
سروکار ساتھ یزید پلید کے یزید کون ہی بیٹا معویہ کا اور معویہ کون ہی کہ حدیث۔ خَرْتَکْ خَرْنِیْ
کو ساتھ حضرت علیؑ کے دشمنی کی معویہ ساختہ و پرداختہ یعنے بنایا ہوا عثمان کا ہی اور
عثمان سرگروہ بنی امیہ کا اور بنی امیہ دشمنان پیغمبر کے اور شَجَرَۃَ الْمَلْعُوْنَۃ فِی الْقُرْاٰن مروان
سے ہی قسم ہی خدا ے عظیم کی کہ ابن حجر نے صواعق محرقہ مین لکھا ہی کہ قیامت کے دن جناب
امیر مومنان علیہ الصلوٰۃ والسلام جہنم کے کنارے پر کھڑے ہونگے اور ساتھ دوزخ کے
خطاب کرینگے کہ یہ شخص دوست میرا ہی اسکو چھوڑ دے اور فلان شخص دشمن میرا ہی اُسکو

پکڑے اور لکھا ہی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہی۔ عَلِیٌّ مِنِّیْ بِمَنْزِلَتِیْ مِنْ رَبِّیْ - یعنی علیؑ کا مرتبہ میرے نزدیک
ایسا ہی کہ میرا مرتبہ خدا کے نزدیک ابوبکرؓ ایک روز حضرت امیر علیہ السلام کے ہمراہ تھا حضرت نے
اسکو کہا کہ آگے ہو یعنے آگے چل اسنے کہا مین ہرگز آپ کے آگے نچلونگا کہ حضرت رسول صلے اللہ
علیہ وآلہ نے تمھارے حق مین فرمایا ہی کہ مرتبہ علیؑ کا میرے نزدیک ایسا ہی جیسا میرا مرتبہ خدا کے
نزدیک ہی اب ذرا ملاحظ فرماؤ کہ یہ کیا بات ہی خلافت مین آنحضرت پر پیشدستی کی اور رستہ
چلنے مین اس حدیث کو یاد رکھا اور خلافت کے وقت بھول گئے اور یاد نرکھا یہ عجب یاد ہی اور
عجب فراموشی کہ رستہ چلنے مین حدیث پیغمبر یاد رہی اور خلافت کے وقت بھول جائے پس
حقیر خیرخواہی کی راہ سے ڈرتا ہی کہ مبادا حشر آپکا ساتھ ابوبکرؓ کے نہو اور مین چاہتا ہون کہ تم
محشور ہو ساتھ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے اور وہ آپکی دستگیری کرین اور دوزخ سے
آزاد کرین وگرنہ خدانخواستہ پل صراط پر ندامت اور پشیمانی حاصل ہو تو کچھ نفع اور فایدہ نبخشیگی
بیت بجائیکہ دہشت خورند انبیا + تو عذر گنہ راچہ داری بیا + یعنے جسجا مین کہ دہشت
اور خوفناک ہون انبیا علیہم السلام تو عذر اپنے گناہ کا کیا رکھتا ہی لا اور نبلا انتہی آپ کا
بدن نہایت ضعیف ہوگیا ہی اور زمانہ تمھارا قوی ہی پس دست آویز محکم حبل المتین محبت اہلبیت
علیہم السلام کا ہاتھ مین لو اور حدیث - اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِہِمَا لَنْ
تَضِلُّوْا بَعْدِیْ کِتَابَ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ وَیَا اَہْلَ بَیْتِیْ وَاِنَّہُمَا لَنْ یَّفْتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ کو نظر مین
لاؤ تا خداوند عالم گناہون سے ہمارے اور تمھارے بطفیل اہلبیت علیہم السلام کے درگذر
اور معاف کرے اور معنی حدیث یہ ہین تحقیق کہ مین چھوڑنے والا ہون بیچ تمھارے دو بھاری
چیزین جو کہ متمسک ہو گا ساتھ ان دونون کے ہرگز گمراہ نہو گا بعد میرے ایک کتاب خدا
یعنے قرآن شریف اور دوسرے میرے اہلبیت یا عترت میرے اور بدرستیکہ یہ دونو
جدا نہونگے تا وارد ہون مجھپر کنار حوض کوثر کے انتہی لکاتبہ - تنے دارم ضعیفی ناتوانے
چو تار عنکبوتش استخوانے + زدا تش درمن این نفس از خطاہا + زلال رحمتت خواہم الٰہا

بدہ آبے کہ کام تشنہ دارم ضعیفم تاب این آتش ندارم یعنے ایک بدن رکھتا ہون مین
ضعیف اور ناتوان مانند تار مکڑی کے ہڈیان ہین اُسکی اس نفس نے آگ لگائی مجھہ مین
گناہون سے زلال رحمت تیری کا چاہتا ہون ای الہ یعنے ای خدا دے ایک پانی کہ تشنہ کام ہون مین
ضعیف ہون مین طاقت نہین رکھتا ہون اس آگ کی مین انتہی خدا وند عالم انجام بخیر کرے
اور اوپر کلمہ اسلام کے دنیا سے اُٹھاوے حدیث شریف مین مشہور بین الفریقین ہی کہ
وَمَنْ لَمْ يَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً یعنے ہو جس شخص نے کہ نہ پہچانا یا جو شخص کہ
نہ پہچانے اپنے امام وقت اور امام زمان کو وہ مرا مرنا جاہلیت کا یعنے وہ اوپر مرگ کفر اور
جاہلیت کے مرا ہی انتہی اور علامہ زمخشری نے کشاف مین بیان کیا ہی اور مین نے اپنی
انکھ سے دیکھا ہی کہ آیہ اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى کے نیچے لکھا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی اصحابون نے
کہا یا رسول اللہ کون سے ہین وہ اقربا تمھارے کہ دوستی اُنکی واجب ہی فرمایا علی و فاطمہ
زہرا اور دونو فرزند انکے اور لکھا ہی کہ دلالت کرتی ہی اوپر اس مطلب کے ایک روایت
جو کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہو کہ فرمایا مین نے حسد اور رشک لوگون سے
جو ساتھ میرے رکھتے تھے پیغمبر خدا کے سامنے شکایت کی پس آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ آیا تو
ساتھ اس مرتبہ عظیم کے راضی نہین ہوتا ہی کہ جملہ ان چار شخصون سے ہووے تو کہ دے
روز قیامت کے سب سے پہلے داخل بہشت ہونگے۔ اَنَا وَ اَنْتَ وَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ
اور بھی پیغمبر خدا سے روایت کی ہی کہ فرمایا بہشت حرام ہی اوپر اُسکے کہ جسنے ظلم کیا ہوگا میرے
اہلبیتؑ پر اور ایذا اور اذیت دی ہوگی مجھکو میرے عترت کے باب مین اور جو کوئی کہ حضرت
عبد المطلب کی اولاد پر احسان کرے اور وہ مکافات اُسکی نکرسکے پس مین قیامت
کے روز مکافات اُسکے احسان کی کرونگا اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا ہی۔
وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ شَهِيْدًا اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ مَغْفُوْرًا
عَلٰی وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ تَائِبًا اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ مُؤْمِنًا

مستکمل الایمان الا ومن مات علی حب آل محمد بشّرہ ملک الموت بالجنّة ثم منکر و نکیر الا ومن مات
علی حب آل محمد یزف الی الجنة کما تزف العروس الی بیت زوجہا الا ومن مات علی حب آل
محمد فتح لہ فی قبرہ بابان الی الجنة یہ ترجمہ یعنی جو مرا اوپر دوستی آل محمد کے مرا شہید آگاہ ہو اور خبردار ہو
جو مرا اوپر محبت آل محمد کے مرا تائب یعنی مرا توبہ کرنیوالا آگاہ ہو جو مرا اوپر مودت آل محمد کے مرا مومن
کامل ایمان آگاہ ہو جو مرا اوپر محبت آل محمد کے بشارت دیگا اُسکو ملک الموت یعنی حضرت عزرائیل
ساتھ جنت کے بعد منکر و نکیر بشارت دینگے اُوسکو آگاہ ہو اور جو مرا اوپر دوستی آل محمد کے لیجائینگے اُسکو طرف
بہشت کے جیسے کہ لیجاتے ہین دلہن کو دولہے کے گھر کیطرف آگاہ ہو اور مرا جو اوپر محبت آل محمد کے
کھولے جائینگے واسطے اُسکے قبر مین دو دروازے جنت کیطرف انتہی اور یہ حدیث طولانی ہی اسیقدر کہ
اختصار کیا گیا خلاصہ یہ ہی کہ اوپر دوستی آل محمد کے دنیائے فانی سے سرائے باقی اور جاودانی مین
انتقال کرے تا مرتبہ شہادت حاصل ہو اور گوشہ تیرہ و دہشت قبر مین دروازہ بہشت کا کھولین
اور خلیفہ کی محبت کچھ کام نہ آیگی کہ وہ بیچارہ خود وسیلہ نجات کا ہاتھ مین نہین رکھتا ہی دوسرے کے
کیا کام آویگا واللہ العظیم یعنی قسم ہی خدائے بزرگ کی کہ تفسیر در منثور جو تصنیف ملا جلال الدین
سیوطی کی ہی مین نے دیکھا ہی کہ ابن عباس سے روایت کی ہی کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے
فرمایا عمر بن خطاب کو کہ کیا حال ہوگا تیرا ای عمر اُس وقت مین کہ تجھکو زمین مین سونپینگے اور بقدر تین
ہاتھ اور ایک وجب بیچ ایک ہاتھ و ایک وجب کی قبر کھودی ہوگی اور اُس حال مین منکر نکیر
ساتھ صورت مہیب کے یعنے ساتھ شکل ڈرانی والی کے اور رنگ سیاہ کے اور بال اپنے
کھڑے کیئے ہونگے اسوضع سے تیری قبر مین داخل ہونگے۔ کانّ صوتہما الرعد القاصف و کانّ
اعینہما البرق الخاطف یعنی گویا کہ آواز اور صدا انکی مانند رعد سخت غرندہ کے یعنے جیسے بادل
کڑک کڑکر گرجتا ہی آواز انکی ایسی ہوگی اور آنکھین انکی مثل برق ربایندہ کے ہونگی یعنی مانند بجلی کے
چمکتی ہونگی اور ساتھ انکے ایک تازیانہ یعنے قمچی اور چابک ہوگی کہ اگر میری تمام امت جمع ہو تو اُسکو
نہ اٹھا سکے اور وہ تازیانہ اُن فرشتون کے ہاتھ مین سبکتر اور ہلکا ہوگا اس عصا سے

جو مین ہاتھ رکھتا ہون پس مجکو امتحان کرینگے اور آزمائینگے اور ملامت اور عقاب اور عذاب کرینگے
ضَرْبًا کَبِہَا ضَرْبَتْ تَغِیْرُ بِہَا رَمَادًا - یعنے ساتھ اُس تازیانہ کے مارینگے مجکو اسطرح سے کہ تو خاکستر
اور راکھ ہو جائیگا پس اب آپ ملاحظہ کرین کہ ہرگاہ حال حجر کا ایسا ہو کہ قبر مین مثل کفار اور
اور فجار کے معذب ہوسے اُسکے دوستونکا احوال کیا ہوگا اور اُس سے کون توقع اور امید
شفاعت کی رکھیگا دنیا ناپایدار ہی اور حیات نااستوار اور عالم دریاے خونخوار ہی اور گوشہ
قبر کا تیرہ اور تاریک ہی اور معاملہ حساب اور کتاب کا روز شمار مین ساتھ بادشاہ جبار اور قہار کے ہیگا
اور آخر کار جنت ہی یا نار - عَلِیٌّ وَشِیْعَتُہٗ ہُمُ الْفَائِزُوْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ؎
یعنی جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام اور اُس جناب کے شیعہ وے ہین فائز
اور رستگار اور جلدی ہی کہ جانینگے وے لوگ کہ جنہون نے ظلم کیے کیسے انقلاب سے کیے گئے
انقلاب کرینگے انتہی التعجب ہی اُن لوگون سے کہ جنھون نے ظلم اور تعدی کی اوپر اہل بیت کے
اور واسطے طمع اور لالچ زخارف دنیاے فانی کے نعمتہاے آخرت جاودانی سے ہاتھ کھینچا ابن ابی الحدید
قصیدہ الامیہ مین بیچ حق جناب امیر المومنین علیہ السلام کے کہتا ہی شعر عَجَبًا لِقَوْمٍ اَخَّرُوْکَ وَ
کَعْبُکَ الْعَالِیْ + وَجَدُّ سِوَاکَ اَخَدْعُ اَسْفَلُ ۱۴ اور تمام قصیدہ آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا میرے
پاس موجود ہی اور خلاصہ معنی شعر یہ ہین تعجب ہی ایک قوم اور گروہ سے کہ تجکو موخر اور پیچھے
کیا امر خلافت مین اور حال یہ کہ مرتبہ اور پایہ تیرا بہت بلند ہی اور اجداد دوسرون کے ابتر اور
پست ترتھے انتہی ابن عساکر اور ابن نجار اور ابن جریر سے نقل کی ہی کہ جب آیہ - اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ
لِکُلِّ قَوْمٍ ہَادٍ نازل ہوئے حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ نے ہاتھ اپنے سینہ مبارک پر رکھا اور فرمایا
کہ اَنَا مُنْذِرٌ یعنے مین ہون ڈرانیوالا اور اشارہ کیا حضرت علی علیہ الصلوۃ والسلام کیطرف اور فرمایا
کہ - اَنْتَ الْہَادِیْ یَا عَلِیُّ بِکَ یَہْتَدِی الْمُہْتَدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ - یعنے تو ہی ہدایت کرنیوالا یا علی ساتھ تیری
ہدایت پاینگے ہدایت پانیوالی بعد میرے انتہی اور اس کلام سے حضرت کے مستفاد ہوتا ہی چنانچہ
اِیَّاکَ نَعْبُدُ - مین خاصہ تو ہدایت کرنیوالا ہی اور خاص تیرے سبب سے ہدایت پائے جاینگے

ہدایت پانیوالے بعد وفات میری کے اس صورت مین ثابت ہوتا ہی کہ خلافت بلا فصل واسطے
اُس جناب کے تھے اور تفسیر مدارک مین آیہ کے نیچے اسیطرح سے مذکور ہی جو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ
یہ ایک آیہ ہی کتاب خدا سے کہ عمل نہین کیا کسی نے ساتھ اُسکے پہلے مجھسے اور عمل نکریگا کوئی بعد میرے
میرے پاس ایک دینار تھا پھر مین نے اُسکا خوردہ کیا اور جسوقت کہ ساتھ پیغمبر کے مناجات کرتا تھا
ایکدرم کو تصدق کیا مین نے اور دس مسئلے پیغمبر خدا سے مین نے پوچھے اور جواب اُنکا سُنا مین نے
اور عرض کی مین نے کہ یا رسول اللہ وفا کیا ہی فرمایا وفا عبارت ہی توحید اور شہادت لا الہ الا اللہ سے
عرض کیا مین نے فساد کیا ہی فرمایا کفر و شرک ساتھ خدا کے لانا مین نے کہا - وَمَا الْحَقُّ قَالَ الاسلام
والقرآن والولایۃ اذا انتہت الیک الی آخر الحدیث - اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ حق عبارت ہی اسلام اور
قرآن اور ولایت اور خلافت سے ولیکن ساتھ اس شرط کے کہ منتہی ہو اُس جناب کی طرف پس جبتلک
کہ طرف اُس جناب کے منتہی نہین ہوئی تھی حق کے برخلاف تھے پس خلافت ابوبکر صاحب اور عمر صاحب
اور عثمان صاحب کی باطل ہوئی اور باوجود ان سب احادیث صحیحہ صریحہ کے جو اوپر خلافت جناب حضرت
امیر المومنین علیہ السلام کے دلالت کرتے ہین قوم قریش نے جناب امیر علیہ السلام کو باوجود
اُس علم اور اُس حسب اور نسب اور اُس شجاعت کے موخر کیا اور کوئی سبب اُس موخر کرنیکا
معلوم نہین ہوتا ہی مگر یہ کہ عمر صاحب سے منقول ہی کہ کہا اُس نے کہ بصفت مزاح نے تجکو موخر کیا پھر تمکو
خدا کی قسم ہی کہ آیا بصفت مزاح اسقدر معیوب اور بد ہی کہ جس شخص کو کہ خدا اور رسول نے خلیفہ
برحق کیا ہو وسے اور غدیر خم اور مقامات کثیرہ اور بہت جا مین فضائل اور مراتب اُسکے سے علی
رؤس الاشہاد ساتھ آواز بلند کے خاص اور عام کو سُنائے اور پہونچائے ہون اور وہ خود جامع
کمالات اور صاحب معجزات اور کرامات ہو اور ہادی اور رہنما ہو جو غرض اور مطلب
خلافت اور امامت سے وہی ہو اور اسی مین منحصر ہو اُسکو ساتھ جرم اور گناہ مزاح اور خوش
طبعی کے جو سنت پیغمبرون کی ہی اُس منصب جلیل سے گراوین اور نکالدین اور ایسے
منصب جلیل کو ساتھ چند کس ناکس کے جو ہر اور نہ پہچاننے در عورتون سے الزام اٹھاوین

حوالے کرین اور نہ دین صحیح اور ظاہر ہوا اور حیلہ جوئی اس کلام سے مستفاد اور حاصل ہوئے ہی
کہ ساتھ مزاح کے آنحضرت کو محروم رکھا ولیکن ایک منصب جو کہ خدا نے بخشا ہو دفع کرنے سے
کسی کے دفع نہین ہوتا ہی کہان وہ خلافت جو قران و حدیث سے ثابت ہوا اور کہان وہ خلافت
جو کہ ساتھ ضرب اور تفنگ اور زبردستی اور مارد ہاڑ لات مکی سے ہاتھ آئی ہو اور لی ہو اور خود
خلیفہ ثانی جو بانی مبانی تھے فرماوین کہ - كَانَتْ بَيْعَةُ أَبِي بَكْرٍ فَلْتَةً وَقَى اللّٰهُ الْمُسْلِمِيْنَ شَرَّهَا - ترجمہ یعنی
تھی بیعت ابی بکر کی کار بے تامل اور بغیر فکر سنبھالے اور بچا وے اللہ تعالے مسلمانون کو شر اسکے سے
خلافت پرگنہ ردولی اور بھڑ ایچ کا نہین ہی کہ مستاجر یعنی اجارہ گیر بنوا لا چاہیے روپے خرچ کر کے
لے لیوے - ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ - یعنی وہ فضل خدا ہی
دیتا ہی اسکو جسکو چاہتا ہی اور خدا صاحب فضل بزرگ ہی انتہی اس مرتبہ علیا اور درجہ قصوی مین
علم کثیر اور زہد اور ورع اور شرافت حسب اور نظافت نسب اور عفت اور پارسائی اور عصمت
درکار ہی اور یہ امر بالاتفاق مخصوص اور خاص جناب امیر مؤمنان کے واسطے تھا اور خلیفہ
اول فرماتے تھے - وَلِيْتُكُمْ وَلَسْتُ بِخَيْرِكُمْ وَعَلِيٌّ فِيْكُمْ فَاِنْ اَنَا قُمْتُ فَسَاعِدُوْنِيْ وَاِنْ زِغْتُ فَاقِيْلُوْنِيْ
ترجمہ یعنی مین رئیس اور سردار تمھارا ہوا ہون اور نہین ہون مین ساتھ خیر کے تم مین اور
علی بیچ تمھارے ہی باوجود ہونے علی ابن ابیطالب کے مین تم پر فضیلت نہین رکھتا ہون
پس اگر راہ راست پر باؤن مین تو میری مدد اور موافقت کرو تم اور اگر کجروی کرون مین
امر خلافت مین تو پھیلو تم مجھسے اور خلافت ثانی مرتبہ نبوت اور برابر درجہ رسالت کے ہی چنانچہ
شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا مین لکھا ہی پس آیا پیغمبری اختیار مین لوگون کے ہی کہ جسکو چاہین
دیوین یہ اندک ہی بسیار سے اور ایک ہی ہزار سے اور اگر تفصیل درکار ہو احادیث کی کتابین حاضر ہین
دیکھلو اور مذہب پیغمبر کو آل پیغمبر سے اخذ کرنا ہو اور لیا چاہیو اور سنا چاہیو نہ عمر و زید اور بکر سے کہ گھر والے
اپنے گھر کا احوال بہتر جانتے ہین بیگانے کیا جانین اور پرائے کو کیا خبر اور یہ بات محض بپاس
خیر اندیشی و خیر خواہی کے اور نظر باحسانہاے اُس مخدوم کے کلمہ ہدایت کو بیچ معرض بیان کر

دے

لایا اور ظاہر کیا اگر اسپر عمل کرو تو ابھی اُسکا وقت باقی ہی اور ہرگاہ عمل نکروگے۔ فَلَمْ یَکُ یَنْفَعُهُمْ اِیْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا۔ ترجمہ یعنی پس نہیں ہوگا کہ نفع دیوے انکو ایمان انکا ہرگاہ دیکھا باس اور اور عذاب ہمارا انتہی۔ بیت من آنچہ شرط بلاغ است باتو میگویم + تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال ترجمہ یعنی مین جو کہ شرط بلاغ ہی یعنی جو کہ شرط پہونچانے کی ہی اور بیان کرنے اور کہنے کی ہی تجہ سے کہتا ہون تو چاہیے میری بات سے پندلے اور خواہ ملال لے۔ وَمَآ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ۔ فائدہ جلیلہ بعضے بزرگان اہلسنت مصنفون وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَیْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ۔ باوجود اس امر کے ساتھ علم الیقین کے جانتے ہین کہ شیخین ساتھ اہلبیت علیہم السلام کے صاف نتھی اور جانتے تھے کہ عداوت اور دشمنی حضرات اہلبیتؑ کی موجب خسران اور باعث خلود نیران کے ہی یعنی سبب زیان اور نقصان اور ہمیشہ جہنم اور دوزخ مین رہنے کا ہی اُس عداوت اور دشمنی کو اختیار کیے اور شتم شیخین پر جسارت نہین کرتے کبھی کہتے ہین کہ شاید شیخین کو غصب کرنے فدک کے باب مین درمیان خود اور خدا کے کچھ عذر ہوگا چنانچہ انکے بعضے شعرا نے کہا ہی شعر اُہْوِیْ عَلِیًّا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا + اَرْضٰی بِسَبِّ اَبِیْ بَکْرٍ وَلَا عُمَرَا وَلَآ اَقُوْلُ اِذَا لَمْ یُعْطِیَا فَدَکًا + بِنْتَ النَّبِیِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَدْ کَفَرَا + اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَاذَا یَاْتِیَانِ بِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنْ عُذْرٍ اِذَا اعْتَذَرَا یعنی مفاد اسکا یہ کہ مین حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو دوست رکھتا ہون و سبکے کرنے شیخین میں راضی نہین ہون اور یہ بھی نہین کہتا ہون کہ بسبب غصب کرنے فدک کے اور محروم اور مایوس نا امید کرنے پیغمبر کی لڑکی کے کافر نہین ہوتے یعنے اگر غصب فدک کیا اور حضرت فاطمہؑ کو محروم اور نا امید رکھا تو کافر نہین ہوئے خدا جانتا ہی کہ یہ دونو روز قیامت مین کیا عذر واسطے اس فعل اور کام کے لائینگے انتہی اور مولانا بہاء الدین عاملی علیہ الرحمۃ والغفران نے جواب مین ان اشعار ون کے فرمایا ہی شعر من کلام مولانا بہاء الدین عاملیؒ

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ الْمُدَّعِیْ حُبَّ الْوَصِیِّ وَلَمْ + یَسْمَحْ بِسَبِّ اَبِیْ بَکْرٍ وَلَا عُمَرَا

ای آن کسیکہ ادعا مینمائی دوستی وصی کہ علی ابن ابیطالبؑ + وسخاوت وجود وجوانمردی میکنی بہ بیزاری کردن

كذبت والله فى دعوى محبته
دروغ گفتی قسم بخداوند در دعوی دوستی خود علی را
وكيف تهوى امير المؤمنين وقد
وچگونه دوست میداری تو امیر المؤمنین علیه السلام را
فان تكن صادقا فيما لطقت به
پس اگر ہستی راستگو در آن چیزیکه سخن گفته تو بآن چیز که عبارتست
وانكر النص فى خم وبيعته
وانکار کرد نصی را که در غدیر خم واقع شد وبیعت اورا
اتيت تبغى غبا ام العذر فى فدك
آمده تو خواستی آوردن عذر را در امر غصب فدک
ان كان فى غصب حق الطهر
اگر بوده باشد در غصب حق فاطمه پاک از گناه
فكل ذنب له عذر غداة غد
پس هر گناهی از برای او عذریست در صبح فردا که کنایه از روز قیامت
فلا تقولوا لمن ايامه صرفت
پس نگویید کسیکه روزهای او صرف کرده شده است
بل سامحوه وقولوا لا نواخذه
بلکه مسامحه بکنید با او وبگویید که مواخذه نمی کنیم با او
فكيف والعذر مثل الشمس متضح
پس چگونه عذر ندارد وحال آنکه
عذر او مثل آفتاب واضح است

تبت يداك ستصلى فى غد سقرا
بریده باد دو دست تو زود است که خواهی رسید در فردا که کنایه از روز قیامت است در دوزخ
اصبحت فى سب من عاداه مفتكرا
صبح کردی تو در دشنام کردن کسیکه دشمن دارد علی را فکر کننده ومتحیر ومتفکر
فابراء الى الله ممن خان او غدرا
پس بیزاری بجو بسوی خداوند عالم از کسیکه خیانت کرد ومکر نمود
وقال ان الرسول قد هجرا
وگفتند بدرستیکه رسول الله بتحقیق هذیان میگوید
اتحسب الامر بالتمويه مستترا
آیا گمان میکنی که امر فدک ازین امور سست بی پا مخفی خواهد ماند
فاطمة ستقبل العذر ممن جاء معتذرا
فاطمه که زود قبول میشود عذر از کسیکه بیاید در حالتی که عذر آورنده است
وكل ظلم يرى فى الحشر مغتفرا
وهر ظلمی دیده بشود در محشر آمرزیده شده
فى سب شيخكم قد ضل او كفرا
در بیزار شدن در شیخ شما که بتحقیق گمراه شد یا کافر شد
عسى يكون له عذر اذا اعتذرا
شاید بوده باشد از برای او عذری در وقتیکه عذر بیاورد
والامر منكشف كالصبح اذ ظهرا
وامر او بی پرده است مثل صبح در وقتیکه
ظاهر می شود.

لکن ابلیس اغواکم و صیّرکم لکن شیطان گمراہ کردہ است شمارا و گردانیدہ است شمارا	عُمیاً و صُمّاً فلا سمعاً و لا بصرا کور و کر پس نیست آنرا برای شما نہ گوشی و نہ چشمی واللہ اعلم

حاصل مضمون۔ یہ ہے کہ اگر وہ شخص جو دعوائے محبت وصی برحق کا کرتا ہے تو اور سب امیر شیخین پر
جسارت نہیں کرتا ہے تو قسم ہے خدا کی کہ دعوے محبت میں اسکی جھوٹا ہے تو حد بنا ہلاک کرے
اور قریب ہے کہ داخل جہنم کے ہو تو چھوڑ یعنی کیسی لاف اور بڑائی تولائے امیر المومنین علیہ السلام کی
مارتا ہے تو یعنی کسطرح جسے تولا اور دوستی علی علیہ السلام میں لاف مارتا اور بڑائی کرتا ہے تو
اور اتنک سب کرنے میں اُسکے دشمنوں پر پس و پیش کرتا ہے تو یعنی متردد اور متفکر اور رہنےکا
ہوا ہے تو پس اگر اس کلام میں صادق ہے تو تو باید اور شاید اور چاہیئے کہ جو شخص کہ ساتھ
اعتراف اور قبول کرنے اپنے کے خائن اور غادر تھا یعنی خیانت کرنیوالا اور بیوفائی کرنیوالا تھا
یعنی جو شخص کہ آپ قبول کرے اور اعتراف اور اقرار کرے کہ مجھسے خیانت اور غدر اور
بیوفائی ہوئی اور نص غدیر خم کا انکار کرے اور رنگ جاوے اور پیغمبر خدا اور صاحب۔ وَمَا
یَنطِقُ عَنِ الھَویٰ۔ کو ساتھ ہذیان کے نسبت دیوے ایسی کو تو تبرا اور سب نکرے اب
برعکس اسکے آیا ہے تو اس امر اور اس بات پر کہ فدک کے باب میں عذر کرنیکا اور بہانہ لانیکا
و پیچ ہاتھ کے آیا گمان کرتا ہے تو کہ حقیقت کار کے ساتھ آب اور تاب اور چرب زبانی کے
پنہان اور پوشیدہ ہوگی اگر غصب کرنے میں حق جگر گوشہ رسولخدا فاطمہ زہرا کے عذر
مقبول ہوگا پس چاہیئے کہ ہر گناہ کے تئیں معذرت اور واسطے ہر ظلم کے
مغفرت ہوگی پھر جس کسی نے کہ تمام عمر سب اور شتم اور بیزاری اور طعن شیخین میں بسر کی
ہوگی تمھارے زعم اور گمان سے وہ گمراہ نہوگا بلکہ اسکے تئیں بھی معذرت اور مغفرت
ہوگی اور اسکو معذور رکھو اور یہی حرف زبان پر لاؤ کہ شاید وہ درمیان خود اور خدا کے
کوئی ایک عذر رکھتا ہوگا تکلیف باوجود اسکے کہ عذر اس شخص کا مثل آفتاب کے
روشن اور حقیقت امر کی صبح صادق سے اظہر و ابین ہے یعنی حقیقت اس امر کی

سورج سے روشن تر اور صبح صادق سے باہر و ظاہر تر ہو ضرورت بیان کی نہیں ہی ولیکن شیطان نے
انکو گمراہ کیا اور راہ ضلالت مین بے سمع و بصر ڈالا ہی یعنی گمراہی کی رہنی مین بہرا اور اندہا
کرکے چھوڑ دیا ہی اور کبھی کہتے ہین کہ شیخین سے تبرا کرنا موجب بے ادبی کا ہی اور اصحاب پیغمبر کو
بدا اور برا کہنا قبیح اور بد ہی اور حالانکہ تتبع سیر یعنی صاحبان تواریخ پر واضح و لائح و ظاہر ہی کہ صحابہ
ساتھ ایک دوسرے کے خصومت اور منازعت رکھتے تھے اور دشمنی اور جھگڑا کرتے تھے اور ایک دوسرے کو
برا کہتے تھے چنانچہ کنز العمال مین منقول ہی کہ عباس عم یعنی چچا بزرگوار جناب سید ابرار کے تھے یعنی
عباس چچا حضرت رسولؐ کے تھے بعض مکالمات مین یعنی گفتگو اور بات چیت مین ساتھ عمر
مین خطاب کے خطاب کیا اور فرمایا کہ ۔ اَعْضَکَ اللّٰہُ بِظَرِاُمِّکَ ۔ یعنی خدا ایسا کرے کہ تو اپنی
مان کی اندام نہانی کو دانتون سے کاٹے پس اگر کوئی ساتھ فحوائے حدیث ۔ اَصْحَابِیْ
کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمْ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ ۔ کے کوئی اس باب مین ساتھ عباس کے کہ زمرۂ اصحاب
بلکہ اقارب سے جناب رسالتمآب کے تھے اقتدا اور پیروی کرے اور سب اور شتم
زبان پر لا دے تو کیا عجب رکھتا ہی عجب یہ ہو کہ کہنے سے لعنت کے درہم برہم ہوتے ہین
اور مسطر حکی حدیث کو جو دلالت اوپر منقصت اور رزالت اُسکی کے کرتی ہی احادیث
کی کتابون مین بیان کرتے اور لکھتے ہین یہ بھی من جانب اللہ ہی یعنی خدا کی جانب سے ہی
اور دلائل استقامت اس شاہ راہ سے ہی کہ باوجود سالہائے دراز قلمرو سلطنت اور
ریاست زیر نگین اعدائے دین کے تھی اور چرخ ناہنجار ساتھ مراد آن اشرار دون کی پھرتا تھا
اور بیچ اس مدت مدید کے دین سدید اور مضبوط کو پامال اور مضمحل کرکے احادیثین بہت سی
مدح شیخین مین اور نقص ائمہ مصطفین مین وضع ہوئین اور گئین اور سبب اضعاف این
احادیث کاذبہ یعنی کینہا و عداوتہا و دشمنیہا ان جھوٹی حدیثین بنالنے کا خلعت اور
زر کثیر اور انعام اور بہت سا روپیہ پانیکا تھا اور اس صورت مین توقع اور امید یہ
رکھتے تھے کہ کچھ خبر اور اثر اور کچھ علامت اور نشان مدح اور تعریف حضرت امیر المومنین

علیہ الصلوۃ والسلام سے اور مذمت اور بدی شیخین کی تمام سے صفحۂ روزگار ہین باقی
رکھین اور رہے ولیکن اتبک اخبار اور آثار بیشمار کتب اہلسنت مین موجود ہین کہ
واسطے حضرات ائمہ معصومین صلی اللہ علیہم اجمعین کی تعریف اور مدح اور شیخین کے حق مین
مذمت اور قدح اُس سے ۔ کالنّور علی شاہق الطّور ۔ نمایان اور ظاہر اور ہویدا ہی ترجمہ
یعنی مانند نور کے اوپر اونچی پہاڑ طور کے انتہی چنانچہ تھوڑا سا اُس سے مذکور ہوا ہی اور یہ
دلائل جو مین نے لکھے ہین بطریق تبرع کے تھے یعنی بخشش غیر واجب اور بیراہ کے تھے
اسلئے کہ اصل خلافت اور امامت اور خلافت جناب امیر المومنین ع کی تمام کافہ انام کیا
شیعہ اور کیا سُنی مین متفق علیہ ہی یعنی اصل خلافت اور حقیقت امام آنحضرت ع مین کیا شیعہ
اور کیا سُنی سب کا اُسپر اُسکے اتفاق ہی اور کسیکو خلافت مین اُس جناب کی انکار نہین ہی
اور فرق یہی ہی کہ یہ ادعا فضل اور فضل خلفاء ثلثہ کا کرتے ہین یعنی تینون خلیفون کو بڑا
جانتے ہین اور حضرت علیؑ کو جدا اور سب سے پیچھے قرار دیتے ہین اور ہم اُسکا انکار کرتے ہین
اور بیّنہ اور ثبوت اسکا اوپر ذمہ اور عہدہ مدعی کے ہی نہ اوپر ذمہ اور عہدہ منکر کے ہی
اور مع ہذا اسیواسطے ہم آیات کتاب مبین اور احادیث حضرت پیغمبر مرسلین صلے اللہ
علیہ وآلہ کو شاہد اور گواہ لائے ۔ وکفی باللہ شہیدًا ۔ اور قطع نظر اس سے ہم نے ساتھ
اخبار اہل سنت کے اصل مطلب کو ثابت کیا ۔ والفضل ما شہدت بہ الاعداء
یعنے فضل اور بزرگی وہی درست اور صحیح ہی جو کچھ کہ گواہی دی ساتھ اُسکے اعداؤن
اور دشمنون نے پس جو شخص کہ تعصب یعنے طرفداری دونون طرف کی نرکھتا ہو
جانیگا اور سمجھیگا کہ حق اور سچ کسکی طرف ہی والسلام خیر ختام اور اختتام
اور مناسب اس مقام کے روبکاری ہی کہ بعد تالیف اس
رسالہ کے نصاری مین روداد ہوئی اور اُسکی نقل اسوقت مین
ثبت ہوئی ۔

سوالات مسٹر اسمت صاحب از مولوی سلامت علی حنفی مذہب

سوال محمدیان یعنی امت محمد کتنے فرقے ہین - جواب تہتر فرقے - سوال ان فرقونمین سے کون سے زیادہ اور ساتھ کثرت کے ہین جواب سنت جماعت اور شیعہ اثنا عشری سوال امام اور مقتدا اور مدار علیہ کہ بموجب ایما اور ارشاد اور کتاب اسکی پر عمل کرتے ہین ہر فرقے سے کون کون ہین اور کتنے ہین جواب اماماں اہل سنت چار ہین امام اعظم امام شافعی اور امام حنبل اور امام مالک اور یہ چار پیشوا اور صاحب کتاب اور مقتدا اہلسنت کے ہین اور اماماں فرقہ اثنا عشر کے بارہ ہین اسواسطے اس فرقے کو اثنا عشر کہتے ہین سوال دونون فرقون کے امام ساتھ انکے پیغمبر کے کیا خویشی اور قرابت رکھتے ہین جواب سنت جماعت کے امام پیغمبر کے ساتھ کچھ خویشی اور قرابت نہین رکھتے ہین اور اماماں اثنا عشری ایک داماد ہی اور باقی اسکی اولاد یعنی ایک امام اولاد پیغمبر ہی اور باقی گیارہ امام اسکی اولاد اور ایک جدی ہین سوال تمام اہلسنت چارون اماموں کو برحق اور واجب الاطاعت جانتے ہین اور چارون کی پیروی کرتے ہین یا ہر ایک نے ایک امام اختیار کیا ہی اور اسکو امام واجب الاطاعت جانتا ہی اور اسکی کتاب پر عمل کرتا ہی جواب اہلسنت چار فرقے ہین اور اپنے امام کے نام سے کہ جسکی پیروی کرتے ہین مشہور اور معروف ہین اور اوپر قول اور کتاب اسی امام اپنے کے عمل کرتے ہین اور بغیر ایک امام اپنے کے جو اختیار کیا ہی اور تین اماموں کو اپنے اوپر واجب الطاعت نہین جانتے ہین سوال فرقہ اثنا عشری نے بھی ہر ایک نے ایک امام کو اپنے اماموں سے اختیار کیا ہی جواب ہر ایک بارہ اماموں کو اپنا امام اور واجب الاطاعت جانتا ہی یعنی شیعہ اثنا عشری دوازدہ امام کو برحق اور واجب الاطاعت اور جمیع امور مین انکو اور انکے حکموں کو ایک جانتے ہین سوال اہل سنت سے نے ساتھ

کونسی علت کے چار اماموں کے درمیان مین ایک کے قول کو دوسرے پر ترجیح اور زیادتی دیکر اور واجب الاطاعت جانکر اُسکو قبول کیا اور شیعہ اثنا عشری نے اسطرح سے نہین کیا اور سب کو واجب الاطاعت جانا مگر اہلسنت کے امام اپنے اقوال اور کتاب مین اختلاف بہت رکھتے ہین کہ ایک دوسرے کو اختیار نہین کرتے ہین جواب ہان البتہ اختلاف اقوال اور کتاب مین رکھتے ہین ایس بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل سنت جماعت چار امام بجائے چار گواہ بیرونی یعنی باہر کے جو نزدیکان اور خویشان اور اقربائے حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ سے نہین ہین اور اُنکی اسناد دینی مین بھی اختلاف کلی کو رکھتے ہین اور شیعہ اثنا عشری بارہ امام بجائے بارہ گواہ جید اور مضبوط جو نزدیکان اور خویشان اور اقربائے حضرت رسول سے ہین سب متفق القول ہین کہ اُنکے اجتہاد مین اختلاف نہین رکھتے ہین لہذا اس سبب سے اسطرف اور اس جانب سے اور از روئے عقل کے گواہی گواہان دوازدہ امام علیہم السلام سے دین اثنا عشری کا ثابت اور سچا اور بہر نوع اور بہر حال اولے اور افضل اور انسب ہے کہ کلام مین دوازدہ امام کے یعنی بارہ گواہ ہونے کچھ اختلاف نہین ہے اور دین اہلسنت جماعت کا بسبب اختلاف کے انکے اپنے اقوال دین اختراعی ثابت اور ظاہر ہے اور بس یہی دلیل قوی ہے حقیقت پر مذہب مرتضوی کے خاتمہ بحمد اللہ کہ جناب مولوی موصی الیہ بعد ملاحظہ کرنے اس کتاب کے حقیر کو تنہائی مین بلا کر اظہار کیا کہ مین ان سب مطالبون کو سمجھا اور جانتا ہون اور اعتقاد ساتھ انکے رکھتا ہون اور اغیار سے کیا صغار اور کیا کبار سے بیزار ہون اور دوسری مجلس مین فرمایا کہ مین جانتا ہون کہ نجات منحصر ہے محبت اہلبیت علیہم السلام مین اور لعنت کرتا ہون دشمنان اہلبیتؑ پر اور فضائل اور مناقب علی ابن ابیطالبؑ کے جانتا ہون اور معالم التنزیل تفسیر قرآن مین حدیث مباہلہ اور حدیث عبا بنی کساء کو دیکھا اور پڑھا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے روز مباہلہ مین جناب امام حسینؑ کو اپنی آغوش مین لیا اور

حضرت امام حسنؑ اور حضرت فاطمہ زہراؑ اور علی مرتضیٰؑ کو اپنے ساتھ لیا اور باہر تشریف لائے
اسطور سے کہ عبا اپنی آنحضرت پر اوڑھائے تھے نہ خلفائے ثلاثہ پر اور حدیث مَن کُنتُ مَولَاہُ فَعَلِیٌّ
مَولَاہُ ثابت کرنے مین اس مطلب کے کافی ہی جبکہ آنحضرت مولا ہر ایک کا ہو پھر دوسرون کی
کیا حد اور طاقت کہ اُسکی ہمسری کرین کہ خود عمر ابن خطاب نے بار بار کہا۔ لَولَا عَلِیٌّ لَھَلَکَ عُمَرُ
ولیکن اظہار کرنا اس مذہب کا صلاح اپنے وقت کی نہین جانتا ہون یہان تلک ملخص کلام
اس بزرگ کا تھا جو بیان ہوا۔ وَمَن یَھدِ اللّٰہُ فَھُوَ المُھتَدِ وَالسَّلَام وَاللّٰہُ یَھدِی مَن یَّشَاءُ
اِلٰی صِرَاطٍ مُّستَقِیمٍ۔ یعنی خدا ہدایت کرتا ہی جسکو چاہتا ہی طرف راہ راست کے انتہے۔

سوالی کہ حضرات اہل سنت جماعت دربابِ قرآن از جناب مولانا و سیدنا حضرت سلطان العلما مینمایند و جواب آن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال

کیا اعتقاد ہی حضرات شیعہ کا اس قرآن مروج کے باب مین آیا یہی قرآن منزل من اللہ ہی
بلا کم و کاست اور اسیکی تمسک کرنے کو وصیت کیا تھا پیغمبر نے اور یہی اکبر ثقلین ہی اور اسی کو
امیر المومنین نے جمع کیا تھا اور اپنے دستخط خاص سے لکھا تھا اور اسی کو ائمہ ہدی نے حفظ کیا
اور اسی پر صاحب الامر عمل کرینگے اور اسی کو نماز مین پڑھینگے اور اسکے احکام بر حق اور واجب
العمل ہین اور یہی قرآن ہی کہ جسکا قول و فعل اسکے مخالف ہو تو باطل ہی اور یہی ہی کہ جسمین
تبدیل اور تحریف کو دخل نہین اور یہی ہی کہ جسمین کمی اور زیادتی کو راہ نہین ہی اور یہی ہی کہ
جسکی شان مین ہی ۔ وانہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من
حکیم حمید ۔ فقط یا وہ قرآن اور تھا اور یہ اور ہی اگر وہی ہی تو ویسا فرمایئے اور اگر وہ
قرآن اور تھا تو اسمین کتنی آیتین تھین اور اسمین کیا ند کور تھا اور آیتین اور اسمین کتنا
اور پیغمبر تھا اور اب دنیا مین کوئی اسکا حافظ ہی یا نہین اور کوئی نقل اسکی کسی ملک مین
موجود ہی یا نہین اور موجود ہی تو فرمائی کہان ہی اور اگر موجود نہین تو فرمایئے کہان ہی
اور کہان غائب ہو گیا اور کس سبب سے غائب ہوا اور یہ قرآن مروج نے کیونکر رواج
پایا اور اس قرآن مروج کے تالیف کرنیوالے حضرات شیعہ کے اعتقاد مین مومن تھے یا
منافق اگر مومن تھے تو مومن کا یہ کام نہین کہ نیا قرآن بنائے اور کہے کہ یہ قرآن منزل

من اللہ ہی اور اگر منافق تھے تو مومنوں کو منافقوں کی روایات پر اعتماد کرنا اور اسکو نماز مین پڑھنا اور اسکو دلیل شرعی قرار دینا اور اس سے احکام دینیہ نکالنا دینداری ہی یا بے دینی مسائل چونکہ محض طالب حق ہی اسواسطے امیدوار ہی کہ اسکا جواب معتبر کتاب سے لکھین فقط تمام شد

سوال سنی جواب از طرف شیعیان اہلبیت عصمت وطہارت علیہم الصلوٰۃ والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حقیقت حال یہ ہی کہ جو قرآن مجید کہ بالفعل مروج اور متداول ہی اسکو خلیفۂ ثالث نے اپنے وقت خلافت مین جمع کروایا ہی اور پہلے جو عہد خلیفۂ اول مین جمع کیا گیا تھا اور وہ قرآن کہ عبد اللہ بن مسعود وغیرہ نے جمع کیا تھا سب کو حضرت عثمان محرق القرآن نے آگ مین جلا دیا اور خاکستر کو اسکی خاک مین ملوا دیا چنانچہ مشکوۃ شریف مین زید بن ثابت سے ایک روایت طولانی لکھی ہی کہ خلاصہ اسکا یہ ہی کہ زید نے کہا بعد جنگ یمامہ کے جسمین اکثر قراء قرآن شہید ہوئے مجکو ابوبکر صدیق نے بلایا اور بمشورہ عمر بن خطاب کے بہت اصرار اور تاکید کی مجھپر کہ قرآن کو جمع کر آخر الامر مین نے جا بجا سے تلاش کرکے قرآن کو جمع کیا تا اینکہ آخر سورۂ توبہ کہ نزدیک ابو خزیمہ انصاری کے پایا اور کسیکے پاس نہ تھا وہ یہ آیت تھی لقد جاءکم رسول من انفسکم — آخر سورۂ توبہ تک اور جو کہ مین نے جمع کیا صحیفون مین لکھے گئے ابوبکر صدیق کو دیدیا اور انکے پاس تا دم حیات انکی رہا بعد اسکے عمر کی مدۃ العمر انکے پاس رہا پھر بعد وفات انکے نزدیک حضرت حفصہ انکی بیٹی کے رہا اور روایت انس بن مالک مین مذکور ہی کہ حضرت عثمان نے ان صحف کو حفصہ سے منگوا لیا اور وعدہ کیا کہ بعد نقل لینے کے اسکو واپس کرونگا جب حضرت عثمان نے قرآن جمع کروایا تو اس صحف کو حفصہ کے پاس بھیجدیا اور اپنے قرآن کا ایک ایک نسخہ اطراف ممالک مین بھیجا اور حکم کیا کہ سوا اس قرآن کے جو کچھ کسی صحیفہ یا مصحف مین ہو اسکو جلا دین شیخ عبد الحق دہلوی نے لکھا ہی کہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہی کہ جو صحف نزدیک حضرت حفصہ کے

تھے بعد واپس کرنیکے پھر وہ بھی جلا دیئے گئے انتہی ملخصا اور یہ روایت تو مشہور ہی کہ جبکہ
ابن مسعود نے انکار دینے کا اپنے مصحف کے کیا تو حضرت عثمان نے اُنکو ضرب اور تادیب
کی اور انسے بزور قرآن مجید کو لیکے جلوا دیا اور کچھ پاس اُنکی صحابیت اور جلالت قدر کا نہ کیا
خلاصہ یہ ہی کہ دلسوزی خلافت پناہ کی قرآن سوزی مین طشت از بام افتادہ ہی کہ
علمائے اہل سنت بھی انکار اسکا نہین کر سکتے بلکہ فخر رازی نے نہایۃ العقول مین لکھا ہی
کہ جلا ڈالنا باقی مصاحف کا در حقیقت نہایت تعظیم تھی کہ مبادا کوئی پرزہ اُسمین سے
زمین پر گر پڑے تو باعث اہانت اور سبکی کا ہوگا سبحان اللہ جلانا قرآن کا تعظیم
ٹھہرا اور گرنا اُسکا زمین پر باعث تحقیر کا ہوا حالانکہ جلال الدین سیوطی نے کتاب اتقان
مین قاضی حسین سے نقل کی ہی کہ اُسنے کہا کہ جلانا قرآن کا خلاف احترام ہی اور جو چیز
کہ خلاف احترام ہو وہ اہانت اور استخفاف ہی انتہی اب ہم پوچھتے ہین کہ کیا
اعتقاد ہی حضرات سنی کا اس مقدمہ مین کہ جو مصاحف عہد حضرت ابو بکر اور حضرت
عمر مین لکھے گئے تھے اور وہ قرآن جو ابن مسعود وغیرہ اصحاب نے جمع کیے تھے اور حضرت
عثمان نے اُن سب کو جلا دیا منزل من اللہ تھے یا نہ تھے اگر کہو کہ منزل من اللہ اور
واجب العمل تھے تو پھر کیون جلا ڈالے گئے اور اُنمین کتنی آیتین تھین اور اُنمین کیا
مذکور تھا اور یہ اُن مصاحف محرفہ مین اور اس قرآن مروج مین کتنا ہیر پھیر تھا
اُسکا بتانا تو تمکو لازم ہی ہمسے کیا پوچھتے ہو یہ طرفہ ماجرا ہی کہ تم جلا دو اور ہم سے پوچھو کہ کیا
ہیر پھیر تھا اگر کہو کہ ایسا اختلاف تھا کہ جیسا اختلاف قرأت تو بین قراء سبعہ یا عشرہ کی ہی
تو یہ نہین ہو سکتا اسواسطے کہ ایسا اختلاف تو اب بھی موجود ہی پھر اسکو کیون نہ جلا دیا
اور اُسکو جلا دیا اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اختلاف بہت تھا اور بڑا ہیر پھیر تھا
پھر تم بتاؤ کہ وہ قرآن کہان گئے اور دنیا مین کوئی اُنکا حافظ ہی یا نہین اور کوئی نقل اُنکی
کسی ملک مین موجود ہی یا نہین ہی اگر موجود ہی تو فرمائیے کہان ہی اور اگر موجود نہین ہین تو آپ

انا لہ لحافظون - کسطرح صادق ہوگا - ولا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید - بنابر مزعوم اہل سنت کے کیونکر صحیح ہوگا اور اگر کہو کہ وہ مصاحف محرفہ ہرگز منزل من اللہ نہ تھے اور یہ قرآن مروج منزل من اللہ ہی تو عہد شیخین مین اور اوائل عہد حضرت عثمان مین کونسا قرآن تھا اور کسپہ عمل کیا جاتا تھا اور تراویح مین کیا پڑھا جاتا تھا اور تالیف کرنیوالے اُن مصاحف کے اعتقاد حضرات سنیہ مین مومن تھے یا منافق اگر مومن تھے تو مومن کا کام یہ نہین کہ کوئی نیا قرآن بنالیوے اور کہے کہ یہ منزل من اللہ ہی اور اگر وہ اصحاب کہ جنھون نے پہلے قرآن جمع کیا تھا وہ منافق تھے اور اُنکا جمع کیا ہوا تھا تو مقام تعجب ہی کہ شیخین نے اپنے وقت مین اُن منافقون سے لیکے نہ جلوایا اور اُسکو مقبول رکھا اور احکام شرع کے اُس سے نکالے اور نمازون مین اُسے پڑھا اور وہ لوگ بھی تو اصحاب تھے پھر حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم تمکو یاد ہی یا بالکل فراموش ہوگئے اور فرمائیے کہ جناب رسالتمآب نے جو اپنی امت کو وصیت کی تھی کہ مین تم مین چھوڑتا ہون کتاب اللہ اور اہل بیت اپنے کہ یہ دونو جدا نہونگے تا وقتیکہ وارد ہون میرے پاس حوض کوثر پر مراد اُس سے کونسا کلام اللہ تھا اگر یہ ہی قرآن مروج تھا تو یہ عہد حضرت عثمان مین مروج ہوا اُسیوقت کہان تھا اور وہ قرآن جو جلائے گئے وہ تو منزل من اللہ نہ تھے تو پھر اہل بیت اور قرآن مین عہد حضرت عثمان تک جدائی لازم آتی ہی شاید اس حدیث وصیت مین اتنا فقرہ رہگیا ہی کہ عہد حضرت عثمان سے انمین آپسمین جدائی نہوگی تا ورود حوض کوثر مگر توجہ اس فقرہ شریفہ کے کہ مین چھوڑتا ہون تم مین کتاب اللہ اور اہل بیت کو کسطرح کروگے اور ابن عبد البر مالکی نے کتاب استیعاب مین محمد بن سیرین سے روایت کی ہی کہ جب لوگون نے ابوبکر سے بیعت کی تو حضرت امیرؑ نے بیعت مین تاخیر کی اور اپنے گھر مین بیٹھ رہے ابوبکر نے کہلا بھیجا کہ کیون دیر کی تمنے میری بیعت مین آیا کراہت کی تمنے میری امارت اور خلافت سے پس فرمایا حضرت امیرؑ نے کہ کراہت تو نہین کی مین نے لیکن قسم کھائی ہی مین نے کہ نہ اوڑھونگا

ابھی ردا کو سوائے وقت نماز کے جب تک کہ جمع نہ کرلوں قرآن کو کہا ابن سیرین نے کہ
روایت پہنچی مجھکو کہ آنحضرت نے جمع کیا قرآن کو موافق اُسکے کہ نازل ہوا تھا اور اگر ہاتھ آتا
وہ قرآن تو البتہ اُسی علم کثیر حاصل ہوتا اور اُسکے قریب دوسری روایت عبد الرزاق کے
اسناد سے اُسی کتاب مین مذکور ہے اب ہم پوچھتے ہین کہ وہ قرآن کیا ہوا اور کہان
غائب ہوا اور کوئی اُسکا حافظ اور اُسکے علم کثیر کا عالم ہے یا نہین ہے اور اگر ہے تو کہان ہے اور کس ملک
اور کس شہر مین ہے اور جتنے سوال تمنے ہم سے کیے تم سے بھی کیے جاتے ہین اُسکا جواب تمپر
لازم ہے اور تحقیق یہ ہے کہ یہ قرآن مروج اور جتنے قرآن کہ محرق ہوے ہم سب کو منزل
من اللہ اور واجب التعظیم اور قابل التکریم جانتے ہین اور اہانت اور استخفاف اُنکا
گناہ کبیرہ ہے اور احراق اُنکا باعث احتراق بنار جحیم ہے اور بنا بر روایات سبعۃ احرف کی جو
اختلافات اُنمین تھے وہ ازجملہ سبعہ اُنہین حرفون کے تھے کہ قرآن مجید اُنپر نازل ہوا تھا
چنانچہ مشکوٰۃ مین لکھا ہے کہ خلیفہ ثانی نے خود فرمایا ہے کہ سُنا مین نے ہشام بن حکیم حزام سے
کہ پڑھتا تھا سورہ فرقان کو برخلاف اُسکے کہ جو مین پڑھتا تھا اور جناب رسولخدا نے
مجھکو پڑھایا تھا بس قریب تھا کہ مین اُس سے اسیوقت جھگڑ جاؤن لیکن مین نے
اُسکو چھوڑ دیا یہانتک کہ قراءت کو تمام کیا پھر تو مین نے ردا اُسکی گلے مین ڈالکر
کھینچتا اور گھسیٹتا ہوا جناب رسالتپناہ کے پاس لیگیا اور کہا کہ سُنا مین نے
اس سے کہ پڑھتا ہے سورہ فرقان کو برخلاف اُسکے کہ مجھکو آپ نے تعلیم کیا ہے
فرمایا آنحضرت نے مجھسے کہ چھوڑ دے اُسکو بعد ازان ہشام سے فرمایا کہ پڑھ تو کسطرح
سے پڑھتا ہے اُسنے پڑھا اُسیطور سے کہ پہلے مین نے اُس سے سُنا تھا آنحضرت نے فرمایا
کہ اسیطور سے یہ سورہ نازل کیا گیا ہے پھر مجھسے فرمایا تو بھی پڑھ مین نے بھی پڑھا فرمایا
کہ اسیطور سے نازل کیا گیا ہے مین اُسوقت حیران ہوا کہ دونون کو فرمایا کہ اسیطرح سے
نازل ہوا پھر حضرت نے فرمایا کہ یہ قرآن نازل کیا گیا ہے سات حرفون پر پس پڑھو

جسطرحسے کہ بیشتر ہوا ور مخفی نرہے کہ یہ سات حرف غیر قراتوں قرآءے سبعہ کے تھے کہ
وہ حروف باقی نرہے اور یہ باقی ہین مانند قرارت ابی بن کعب اور ابن عباس کے
کہ آیہ متعہ کو اسطرح پڑھا ہی۔ فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمی فاتوھن اجورھن فریضۃ۔ چنانچہ
تفسیر کبیر مین مذکور ہی اور ابن اثیر جزری نے بھی اقرار اسکا کیا ہی کہ سبعہ احرف سوائے قرارت
سبعہ کے ہی اگر تم کہو کہ قرارت الی اجل مسمی کی قرارت شاذہ ہی اسکا اعتبار نہین ہی تو ہم کہینگے
کہ یہ قرارت شاذہ نہین ہی بلکہ تمنے اسکو شاذ بنا دیا ہی اسلئے کہ بہت سے قرآنون کو جلا ڈالا
اور ایک ہی کو باقی رکھا پھر جو قرارت اُسکی سوا ہوگی وہ تو شاذ کہی جاویگی اگر وہ سب
قرآن موجود ہوتے تو کاہیکو شاذ ہوتے اور یہ قرارت تو تفاسیر اہلبیت سے ثابت ہی اور
موافق حدیث ثقلین کے جدائی قرآن کی اُنسے محال ہی خلاصہ مطلب یہ ہی کہ یہ قرآن مروج بلاشبہ
منزل من اللہ اور واجب العمل ہی مگر یہ جو پوچھتے ہو کہ کچھ کم و کاست اسمین ہوا یا نہین سو
روایات اور احادیث شیعہ اور سنی سے قرآن کا نقصان فی الجملہ ثابت ہوتا ہی لیکن ایسا
نقصان کہ مانع او منافی عمل کا اس قرآن موجود پر ہو اسلیئے حضرات اہلبیت کا بھی عمل اس
قرآن مروج پر تھا اور حکم عمل کرنیکا اس پر ہمکو بھی ہی ہان بعض قدماے علمانے ہمارے
بالمرہ انکار نقصان قرآن کا بھی کیا ہی مگر یقین اس امر پر کہ نقصان کچھ اسمین نہین ہوا ہی
مشکل ہی لیکن زیادتی کسی آیت کی تو البتہ نہین ہوئی ہی اور جو تمنے پوچھا کہ جمع کیا ہوا حضرت
امیر کا یہی قرآن ہی تو یہ سوال تمسے بعید تھا اسواسطے اگر یہ وہی قرآن ہوتا تو محنت اور مشقت
عثمان کی جمع کروانے قرآن مین زید بن ثابت وغیرہ سے اور احراق باقی مصاحف مین
بالکل برباد ہوجاتی اسکو تم کیونکر گوارا کرسکتے ہو اور وہ قرآن جو حضرت امیرؑ نے
موافق تنزیل کے جمع فرمایا تھا وہ انھین حضرت کے پاس اور انکی اولاد طیبین و طاہرین کے پاس موجود و
مخزون رہا اور اب حضرت صاحب الامر کے پاس موجود ہی جسوقت کہ آنحضرت کا ظہور اور خروج ہوگا
تو وہ بھی ظاہر ہوگا فقط اب حضرات سنیہ کو بیان اپنے اعتقاد کا اور جواب ہمارے سوالونکا ضرور ہی تمت۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

تمام شد

تمام شد بتاریخ ۲۴ ماہ

جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۰ ہجری

مطابق ۱۳ جنوری سنہ ۱۸۹۳ع

بمقام لکھنؤ محلہ فراشخانہ

وزیر گنج مطبوعہ اثنا عشری

سید عابد علی